کوششیں ناکام ہو گئیں۔ چناں چہ اس طرح وہ دونوں ایک دوسرے کے جانی دشمن بن گئے اور ایک دن موقع دیکھ کر بڑے نے چھوٹے کے سر پر ایک بڑی لاٹھی سے جان لیوا وار کیا جب کہ چھوٹے نے بھی بڑے کو کلہاڑی کا ایسا مہلک وار کیا کہ دونوں بے جان ہو کر زمین پر ڈھیر ہو گئے۔ ان دونوں کے اعمال کی وجہ سے بکریوں کی شکل میں دوسرا جنم ملا۔ جیسے ہی وہ میرے قریب سے گزریں میں نے فوراً ان دونوں کو پہچان لیا۔ مجھے ان کی پچھلی کہانی یاد آ گئی۔ ان پر رحم کرنے کی وجہ سے میں نے انہیں کچھ کھلانا اور آرام و سکون پہنچانا چاہا۔ اسی لیے میں نے سارا روپیہ خرچ کیا جس کے لیے تم مجھے الزام دے رہے ہو۔ چوں کہ تم کو میرا سودا پسند نہیں آیا اس لیے میں نے انھیں گڈریے کو لوٹا دیا۔

دو بکریوں کی کہانی

بابا ایک بار لینڈی باغ سے لوٹ رہے تھے کہ انھوں نے بکریوں کا ایک جھنڈ دیکھا۔ ان میں سے دو نے ان کی توجہ کو اپنی طرف مبذول کرائی۔ انہوں نے اس کے پاس جا کر ان پر ہاتھ پھیرا اور انھیں تھپکا اور 32 روپے ادا کر کے انھیں خرید لیا۔ بابا کے اس برتاؤ پر بھگت بہت حیران تھے ان کا خیال تھا کہ بابا بیوقوف بن گئے ہیں کیوں کہ ان سے دودو یا زیادہ سے زیادہ تین یا چار روپے فی بکری سے زیادہ ہاتھ آنے والے نہ تھے یعنی کل آٹھ روپے دونوں کے۔ انھوں نے اس کے لیے بابا سے باز پرس کرنا شروع کی لیکن بابا خاموش اور پر سکون رہے۔ شاما اور تاتیا کوتے نے بابا سے جوابدہی چاہی۔ بابا نے جواب دیا کہ "مجھے کسی کے لیے پیسا جمع کرنا ہے۔ میرا تو کوئی گھر ہے اور نہ ہی کنبہ جس کا خیال رکھنا ہے" انھوں نے انھیں چار سیر دال خرید کر بکریوں کو کھلانے کے لیے کہا۔ اس کے بعد بابا نے بکریاں مالک کو لوٹا دیں۔ اور بکریوں کے بارے میں حسبِ ذیل کہانی سنائی:-

"شاما اور تاتیا تم سمجھتے ہو کہ مجھے اس سودے میں دھوکہ دیا گیا ہے۔ ہرگز نہیں۔ اب اس کہانی کو سنو۔ اپنے پہلے جنم میں یہ دونوں بکریاں انسان تھیں اور خوش قسمتی سے میرے ساتھیوں میں سے تھیں اور میرے پہلو میں بیٹھا کرتی تھیں۔ یہ دونوں بھائی تھیں اور ابتداء میں ایک دوسرے سے بہت محبت بھی کرتی تھیں لیکن پھر بعد میں یہ دونوں ایک دوسرے کی دشمن ہو گئیں بڑا بھائی بیکار تھا جب کہ چھوٹا بھائی بڑا ہوشیار تھا جس کی وجہ سے اس نے بہت سارو پیہ کمایا اول الذکر نے لالچی بن کر حسد کرنا شروع کیا اس نے چاہا کہ چھوٹے بھائی کو قتل کر کے اس کا سارا روپیہ ہتھیا لے۔ انھوں نے اپنے پدرانہ رشتوں کو فراموش کر کے ایک دوسرے سے لڑانا شروع کیا۔ بڑے بھائی نے چھوٹے بھائی کو قتل کرنے کی بہت سی ترکیبیں آزمائیں لیکن اس کی ساری

کے گھر میں قیام کیا جو ایک وسیع اور کھلا ہوا اڈا تھا۔ شاما اس کو فراہم کی گئی جگہ سے بہت خوش تھا لیکن جس بات نے سب سے زیادہ مسرت حاصل کی وہ تھی بابا کی خوبصورت تصویر جو عمارت کی مرکزی اور سامنے والی جگہ پر نصب کی گئی تھی۔ اس تصویر کو دیکھ کر شاما پر شدید جذباتی کیفیت طاری ہو گئی۔ بابا کے یہ الفاظ یاد کر کے کاشی اور پریاگ کے بعد ہم شاما سے پہلے وہاں پہنچ جائیں گے"۔ اس کی آنکھوں سے آنسو روانہ ہو گئے۔ رونگٹے کھڑے ہونے کے ساتھ ہی ساتھ اس کی آواز بھی رندھ گئی اور اس نے رونا شروع کر دیا۔ گیا والے نے سوچا کہ وہ وہاں پھیلی ہوئی طاعون کی وبا کی خبر کی وجہ سے رو رہا تھا۔ شاما نے اس سے پوچھا کہ اس نے بابا کی وہ تصویر کہاں سے حاصل کی تھی۔ اس نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ میرے دو سو تین سو تک اشخاص من ماڈ اور پن تانبے میں کام کر رہے ہیں جو گیا آنے والے یاتریوں کے آرام و آسائش کا انتظام کرتے ہیں میں نے انھیں سے بابا کی شہرت کے بارے میں سنا ہے۔ پھر کوئی بارہ برس قبل میں شرڈی گیا اور بابا کے درشن کیے۔ وہاں شاما کے گھر میں لٹکی ہوئی بابا کی تصویر مجھے بہت اچھی لگی بابا کی اجازت سے شاما نے وہ مجھے دی۔ یہ وہی تصویر ہے۔ تب شاما کو یہ واقعہ یاد آ گیا۔ گیا والے کی خوشی کی انتہا نہ رہی جب اس نے دیکھا کہ وہی شاما جس نے مجھ پر احسان کیا تھا آج اس کے ہاں مہمان تھا۔ دونوں ایک دوسرے کی محبت سے بہت خوش ہوئے۔ گیا والے نے اس کا شاہانہ استقبال کیا۔ وہ بہت ہی امیر آدمی تھا۔ وہ خود ایک پالکی پر سوار ہوا اور شاما کو ہاتھی پر بٹھایا اور اس کے آرام و آسائش کا خیال رکھا۔

اس کہانی سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ بابا کے الفاظ سچ ثابت ہوئے بابا اپنے بھگتوں سے لا محدود محبت کرتے تھے۔ اس کے ساتھ ہی وہ تمام جانداروں سے برابر کا پیار کرتے تھے۔ کیوں کہ انھیں محسوس ہوتا تھا کہ وہ بھی ان جیسے ہی ہیں۔ نیچے دی گئی کہانی اس کی وضاحت کرے گی۔

بیٹے باپو کو ناگپور میں جینو پہنانے کی رسم ادا کرنے کا فیصلہ کیا۔اسی زمانے میں ناناصاحب چندورکرنے بھی اپنے بڑے بیٹے کی شادی گوالیار میں کرنے کا فیصلہ کیا۔دونوں یکشت اور چندورکرنے شرڈی آکر بابا کو بڑے پیار سے دونوں تقریبات میں شرکت کرنے کی دعوت دی۔ بابا نے انھیں شاما کو اپنے نمائندے کے طور پر لے جانے کے لیے کہا۔ جب ان پر خود آنے کے لیے زور ڈالا گیا تو انھوں نے کہا کہ وہ خود بنارس اور پریاگ سے ہوتے ہوئے ان سے پہلے وہاں پہنچ جائیں گے۔اب ان الفاظ پر غور کیجئے یہ بابا کی ہر جگہ موجودگی کو ظاہر کرتے ہیں۔

بابا کی اجازت لینے کے بعد شاما نے دونوں تقریبات میں شریک ہونے کے لیے ناگپور اور گوالیار کاشی، پریاگ اور گیا جانے کا فیصلہ کیا۔وہ دونوں پہلے ناگپور جینو کی رسم کی ادائیگی کے لیے پہنچے۔کاکا دیکشت نے سفر خرچ کے طور پر شاما کو 200روپے دیے۔ پھر وہ شادی میں شرکت کے لیے گوالیار گئے۔وہاں ناناصاحب چندورکرنے شاما کو 100 روپے اور ان کے رشتے دار مسٹر جٹھار نے بھی 100 روپے دیے۔اس کے بعد شاما کاشی اور پھر ایودھیا گیا۔کاشی (بنارس) میں جٹھار کے لکشمی نارائن مندر اور ایودھیا کے رام مندر میں ٹھہرے۔شاما اور کوٹے ایودھیا میں 21دن اور کاشی بنارس میں دو ماہ تک مقیم رہے۔اس کے بعد وہ گیا کے لیے روانہ ہوئے۔ گاڑی میں یہ سن کے کہ گیا میں طاعون کی بیماری پھیلی ہوئی ہے وہ کچھ پریشان ہوئے۔رات کو گیا کے اسٹیشن پر اتر کر وہ ایک سرائے میں ٹھہرے۔ صبح گیاوالا (جو پنڈا وہاں سے یاتریوں کے ٹھہرنے اور کھانے پینے کا انتظام کرتا تھا)ان کے پاس آکر کہنے لگا:"یاتری یہاں سے چل چکے ہیں۔ بہتر ہے کہ آپ بھی جلدی کرو" شاما نے یونہی اس سے دریافت کیا کہ کیا گیا میں طاعون کی وبا پھیلی ہے؟ گیاوالے نے نفی میں جواب دیتے ہوئے مزید کہا کہ مہربانی کر کے بغیر کسی خوف و پریشانی کے خود آکر دیکھ لیں۔انھوں نے اس کے ساتھ جا کر اس

ہے اپنی قوت سے بچالیتے ہیں۔ اندرونی طور پر اور دکھائی نہ دیتے ہوئے آپ سارا کھیل کھیلتے ہیں لیکن بظاہر جیسے آپ کا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ آپ ہی سب کچھ کرتے ہیں لیکن ظاہر کرتے ہیں کہ آپ کرنے والے نہیں ہیں۔ کوئی کبھی بھی آپ کی زندگی کے بارے میں سب کچھ نہیں جان سکتا۔ اس لیے ہمارے لیے سب سے بہتر راستہ یہ ہے کہ ہم اپنے تن، من اور زبان کو آپ کے قدموں پر نچھاور کردیں اور اپنے گناہوں کے ازالے کے لیے ہمیشہ آپ کے نام کا جاپ کرتے ہیں۔ آپ اپنے بھگتوں کی خواہشات پورا کرتے ہیں اور وہ جن کی کوئی خواہش نہیں ہے انھیں مسرت کامل عطا کرتے ہیں۔ آپ کے نام کا ورد کرنا بھگتوں کے لیے سب سے آسان ذریعہ ہے۔ اس سادھن سے ہمارے گناہ ختم ہو جائیں گے۔ حق کی خوبیاں اور صداقت کے عناصر فوقیت حاصل کریں گے اور ان کے پیچھے امتیاز کی قوت، بے تعلقی اور علم بھی ہمارے پاس کھنچا چلا آئے گا۔ تب ہم ذات جو ہمارا گورو بھی ہے کی ہدایات کے مطابق عمل کریں گے۔ یہی گورو کے تئیں مکمل سپردگی ہے۔ اس کا واحد ثبوت یہ ہے کہ ہمیں امن وسکون حاصل ہوتا ہے۔ یہ سپردگی اور علم لامثال چیز ہے کیوں کہ ان کے تعاقب میں امن، بے تعلقی، شہرت اور نجات دوڑی چلی آتی ہے۔ جب بابا کسی بھگت کو قبول کرتے ہیں تو وہ اس کا تعاقب کرتے ہوئے صبح وشام، گھر میں یا باہر اس کی مدد کرتے ہیں۔ بھگت اپنی خواہش کے مطابق جہاں چاہے جائے بابا اس سے پہلے ہی وہاں کسی ایسے بھیس میں پہنچ چکے ہوتے ہیں جس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ حسبِ ذیل کہانی اس کو بیان کرتی ہے:

(گیا) کا دورہ

سائی بابا سے کاکا صاحب دیکشت کے تعارف کے کچھ عرصے بعد اس نے اپنے

اڑتیسواں باب

عناصروں اور موضوعات کی پرورش

[(1) بابا کا گیا کا دورہ (2) دو بکریوں کی کہانی]

اس باب میں شاما کے کاشی، پریاگ اور گیا کے دورے کا بیان دیا گیا ہے اور یہ بھی کہ کس طرح بابا اپنی تصویر کی شکل میں اس سے پہلے ہی وہاں پہنچ چکتے تھے۔ اس میں دو بکریوں کے پچھلے جنم سے متعلق بابا کی یاداشتوں کو بھی بیان کیا گیا ہے۔

ابتدائیہ

مبارک ہیں، او سائی بابا آپ کے قدم، مبارک ہے آپ کی یادداشت اور مبارک ہیں آپ کے درشن جو ہمیں کرم کے بندھن سے آزاد کرتے ہیں۔ آپ اگرچہ اب ہمیں دکھائی نہیں دیتے پھر بھی اگر بھگت آپ پر یقین رکھتے ہوں تو انھیں آپ سے جیتے جاگتے تجربات حاصل ہو سکتے ہیں۔ آپ ایک مضبوط اور دکھائی نہ دینے والے دھاگے سے اپنے بھگتوں کو دور اور نزدیک سے اپنے قدموں میں کھینچ لاتے ہیں اور ایک مہربان ماں کی طرح انھیں اپنی چھاتی سے لگاتے ہیں۔ بھگت یہ نہیں جانتے کہ آپ کہاں ہیں لیکن آپ بڑی مہارت سے تار ہلا کر انھیں بالآخر یہ محسوس کراتے ہیں کہ آپ ان کی حمایت اور مدد کرنے کے لیے ان کی پشت پر موجود ہیں۔ ذہین عقلمند اور پڑھے لکھے اس سنسار کے جال میں اپنی انا کی وجہ سے پھنس جاتے ہیں لیکن آپ غریب، سادہ اور ایسے لوگوں کو جنھوں نے خود کو پوری طرح آپ کے لیے وقف کر دیا